(ادامہ)

جہنم کا ایندھن؟

سفر دو قسم کا ہے دنیا کا اور آخرت کا۔ دونوں کے لئے توشہ درکار ہے۔ دنیا کے لئے توشہ ہمراہ رکھنا پڑتا ہے اور آخرت کیلئے روانگی سے پہلے بھیج دینا چاہیئے۔

افسوس، ہم نے آج اپنی زندگیوں کے فیصلے موت تک کی زندگی کو سامنے رکھ کر کئے ہیں اے کاش! کبھی ہمارے سامنے موت کے بعد آنے والے واقعات سامنے آ جائیں تو پھر ہماری زندگیوں کے رخ ہی بدل جائیں۔ یہ زندگی تو برف کی مانند ہے فائدہ اٹھالیں گے تو فائدہ مل جائیگا ورنہ برف خود بخود پگھل جائے گی۔ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔

جو انسان چاہتا ہے کہ وہ آخرت میں کامیاب ہو جائے، اسے چاہیئے کہ اس پر صحت کی حالت میں خوفِ الٰہی طاری رہے تاکہ اعمالِ صالحہ میں کوشش کرے اور جب موت کے وقت عمل منقطع ہو جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ پر حسنِ ظن رکھے۔

آہ! اس فانی زندگی کا انجام بالآخر موت ہے۔ نہ جانے کون سی رات ہماری قبر میں آ جائے انسان کی کامیابی یہ ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو رہا ہو تو وہ اللہ پر راضی ہو اور اللہ اس سے راضی ہو۔

بخشش کا تعلق اگر حسب و نسب کے ساتھ ہوتا تو۔ ۔ ۔

. . . حضرت لوطؑ کی بیوی جہنم رسید نہ ہوتی، (تحریم)

. . . حضرت نوحؑ کا بیٹا جہنم رسید نہ ہوتا، (ہود)

. . . حضرت نوحؑ کی بیوی جہنم رسید نہ ہوتی، (تحریم)

. . . حضرت ابراہیمؑ کا باپ جہنم رسید نہ ہوتا، (اعراف)

(قصص) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا جہنم رسیدہ ہوتا! ۔۔۔۔

اسی لئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ بیٹی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تمہارے لئے کھلا ہے، جو دل چاہتا ہے لے لو مگر آخرت میں اعمال لیکر آنا۔ بیشک بخشش کا تعلق صرف اعمال سے نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے ہے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ کی رحمت ہی ڈھانپے گی!

آہ! اس دن اپنے بیگانے ہو جائیں گے، کوئی کسی کے کام نہ آئیگا۔ آج نیکی کا موقع ہے حساب کا نہیں، کل حساب ہوگا مگر عمل کا وقت نہ ہوگا۔ وہ شخص کس قدر بیوقوف ہے جو آخرت کی تیاری تو نہ کرے مگر آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد تم پر کیا گذرے گی تو کبھی رغبت سے کھانا نہ کھاؤ، کبھی لذت سے پانی نہ پیو۔

ابراہیم تیمیؒ کہتے ہیں کہ دو چیزوں نے مجھ سے دنیا کی ہر لذت کو منقطع کر دیا۔ ایک موت دوسرے قیامت میں حق تعالیٰ شانہ کے سامنے کھڑا ہونے کی فکر نے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا معمول تھا کہ روزانہ رات کو علماء کو جمع کر بلاتے، جو موت کا، قیامت کا اور آخرت کا ذکر کرتے اور ایسا روتے جیسا کہ جنازہ سامنے رکھا ہو۔

احوالِ برزخ:

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ توبہ کا وقت بہت دراز ہوتا ہے لیکن جب موت کے فرشتے نظر آنے لگتے ہیں تو توبہ کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اور بندہ بھی دنیا سے بیخبر ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید معلیؒ بیان کرتے ہیں کہ مرنے پر اعمال کے صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور مردہ نہ عملِ صالح پر قادر ہوتا ہے نہ سلام کا جواب دینے پر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کے ثواب کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، تیسرے نیک صالح اولاد جو اس کے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ غروب آفتاب کے بعد مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک بھیانک آواز

سنی تو فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ جب ان کا وصال ہوا تو ستر ہزار فرشتوں نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ لیکن باوجود اس خصوصیت کے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی تھوڑی دیر کی تنگی ان کے لئے بھی پیش آئی۔ بڑی عبرت کی جگہ ہے ہر وقت عذابِ قبر کو ملحوظ رکھتے ہوئے توبہ استغفار کریں اور سفرِ آخرت کو کبھی فراموش نہ کریں۔

احوالِ یومِ قیامت!

حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا! (قولِ فاروق رض)

حساب ہونے سے پہلے اپنا حساب آپ کر لو!

حضرتِ اسرافیل جب سے پیدا ہوئے ہیں، منہ میں قرنا لے کر جھکے ہوئے، خدا کی طرف کان لگائے ہوئے صرف اس انتظار میں ہیں کہ کس وقت حکم ہوتا ہے کہ قرنا میں پھونک لگا دی جائے۔ بس ایک پھونک لگا دینے کی دیر ہے، دنیا کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائیگا۔ اس کے اندر سے اس قدر دہشت ناک آواز نکلے گی جس کی وجہ سے لوگوں کے دل پھٹ جائیں گے خوف سے کانپنے لگیں گے۔ زمین پر اس قدر زلزلہ رونما ہوگا کہ اس سے دنیا کی ہر چیز فنا ہو جائیگی۔ آسمان پھٹ جائیگا، چاند ستارے ٹوٹ جائیں گے۔ انسان پتنگوں کی طرح ہوا میں اڑیں گے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے۔ پھر چالیس سال بعد دوبارہ قرنا میں پھونک لگائی جائیگی۔ اس سے ساری دنیا دوبارہ پیدا ہو جائے گی۔ سورج نیچے آ جائیگا۔ زمین تانبے کی مانند ہو جائے گی، لوگ ننگے پیدا ہوں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رض نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا سب کے سامنے ننگا ہونے میں شرم نہیں آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت ہر شخص اپنی مصیبت میں گرفتار ہوگا، اسے دوسرے کی طرف دیکھنے کی مہلت نہ ہوگی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جس کی مشابہت اختیار کی، قیامت کے دن وہ اسی گروہ میں سے اٹھایا جائیگا!

قیامت کے دن جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو ان کو ایسے ہی اٹھایا جائیگا، جس حالت

میں وہ مرے تھے۔ ستر سال تک تو لوگ اسی حالت میں کھڑے رہیں گے اور ان کی کوئی بات بھی نہ سنی جائے گی۔ وہ اس پریشانی میں اتنا روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے، پھر وہ آنسوؤں کی جگہ خون کے آنسو روئیں گے۔

سب لوگ، اپنے گناہوں کے بقدر اپنے پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ بعضوں کے پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، بعضوں کے گھٹنوں تک، بعضوں کے کمر تک، بعضوں کے مونڈھوں تک، بعضوں کے منہ تک، اور بعض لوگ تو اپنے پسینے میں ہی ڈبکیاں لے رہے ہونگے اس دن انبیاء علیہم السلام بھی "رب نفسی" پکار رہے ہوں گے۔ اس کے بعد آسمان کھول دیا جائیگا۔ فرشتے انسانوں کے اعمال نامے لے کر اتریں گے اور لوگوں کو ان کے اعمال نامے پکڑانا شروع کریں گے۔ بعض لوگوں کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور بعض لوگوں کو بائیں ہاتھ میں دئیے جائیں گے۔ جن کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامے دئیے جائیں گے وہ جنتی ہوں گے اور جن کو بائیں ہاتھ میں اعمال نامے دئیے جائیں گے وہ جہنمی ہونگے جب کوئی اپنی بداعمالیوں کو پڑھے گا تو حسرت کے ساتھ کہے گا، اسے کاش دنیا کی موت ہی میرا فیصلہ کر دیتی، اور میں دوبارہ زندہ نہ ہوتا، ہائے افسوس، میں نے اپنی زندگی یوں ہی برباد کر دی، کاش میں مٹی ہو جاتا اور میرا حساب نہ ہوتا۔

فرشتے عرش عظیم کے اردگرد حلقے بنائے کھڑے ہوں گے، اس وقت ایک ایک شخص کا نام لے کر پکارا جائے گا، وہ مجمع سے نکل کر وہاں حاضر ہوگا۔ جب وہ حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائیگا تو اعلان ہوگا کہ اس کے ذمے جس جس کا مطالبہ ہو وہ آئے۔ اب اس شخص سے جس جس نے حق لینا ہوگا ہر ایک باری باری آئے گا۔ اپنے حق کے بدلے میں اس کی نیکیاں لے کر چلا جائیگا۔ جب اس کے پاس نیکیاں نہ ہونگی تو پھر لوگوں کے گناہ اسکے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے۔ آخرکار اس شخص کو ہاویہ (جہنم) میں پھینک دیا جائیگا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک آدمی جا رہا ہے۔ اس کے بال بکھرے پڑے ہیں، دیکھ کر رو پڑے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رونے کا سبب پوچھا، فرمانے لگے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بعض بدنصیب انسان ایسے ہوں گے جن کی نہ تو دنیا ہی صحیح ہوگی اور نہ ہی آخرت درست ہوگی۔ یہ ان بدنصیبوں میں سے ہے۔

پھر پکارا جائیگا، لوگو اپنے پروردگار کی طرف آؤ، ان کو کھڑا کر کے ان سے باز پرس ہوگی۔ پھر کہا جائیگا، دوزخ کا حصہ نکالو، پوچھا جائیگا کتنے؟ حکم ہوگا، نو سو ننانوے فی ہزار! (یعنی ایک ہزار میں ایک جنتی ہوگا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہی وہ دن ہے، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔" (سورۃ مزمل)

قیامت کے دن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، اے عیسیٰ (علیہ السلام) کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ تجھے خدا کا بیٹا کہیں؟ بس اتنی سی بات سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ایک رونگٹے سے خون بہنا شروع ہو جائیگا۔

قیامت کے دن ہر شخص سے چار سوال ہوں گے۔ جب تک وہ ان کا جواب نہ دیگا، زمین اس کے قدم نہ چھوڑے گی۔

۱۔ اسے جو عمر دی گئی وہ کہاں صرف کی؟

۲۔ جوانی کہاں صرف کی؟

۳۔ اسے جو علم دیا گیا، اس پر کس حد تک عمل کیا؟

میدانِ محشر کے ان ہی ہولناک سوالات کے ڈر کی وجہ سے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے تھے "کاش میں درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا"

قیامت کا پہلا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان کی زبان بند کر دیں گے اور اس کے اعضاء کو زبان دیدیں گے۔ اس کے سارے اعضاء انسان کے خلاف گواہی دیں گے تاکہ یہ شخص اپنے گناہوں کا انکار نہ کر سکے۔

قیامت کے دن ایک شخص کو اللہ کے دربار میں لایا جائیگا۔ اس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے کہیں گے کہ میرے بندے اگر تو آج ایک نیکی کسی سے مانگ لائے تو میں تمہیں جنت دے دوں گا۔ وہ اپنے ایک ایک رشتہ دار کے پاس جائیگا ہر ایک ان میں سے ایک چھوٹی سی نیکی دینے سے انکار کر دیگا۔ وہ اسی پریشانی کی حالت میں جا رہا ہوگا، اسے ایک آدمی ملے گا۔ وہ پوچھے گا کہ تم کدھر جا رہے ہو؟ وہ کہے گا میں صرف ایک نیکی کی تلاش کرنے نکلا ہوں۔ صرف ایک نیکی کم ہونے کی وجہ سے میں جہنم میں جا رہا ہوں۔ وہ شخص کہے گا کہ بھائی میں نے تو ساری زندگی میں صرف ایک ہی نیکی کی۔ میں نے تو ویسے بھی جہنم میں جانا ہے۔ تم یہ ایک نیکی لے جاؤ، تاکہ تمہارا کام

بن جائے۔ وہ آدمی خوشی خوشی ایک نیکی لے کر اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے کہ اس شخص کو بلاؤ جس نے تمہیں آج کے دن ایک نیکی دی ہے۔ جب وہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر کیا جائیگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو بندہ ہو کر نیکی دے سکتا ہے، تو نے ایسے دن میں دوسرے پر رحم کیا کہ جس میں کوئی کسی کا ساتھی نہیں بنتا میں تو پھر بھی خدا ہوں، جاؤ میں نے تم دونوں کو بخش دیا اور تمہیں جنت میں ایک ساتھ رہنے کے لئے جگہ عطا فرما دی ہے ـــــ دوستو! نیکی کی قدر و قیمت تو میدانِ حشر میں جا کر معلوم ہوگی، جس دن ایک نیکی کے بدلے دو ایسے آدمیوں کو جنت مل جائیگی جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

روزِ قیامت لوگ شدتِ پیاس کی وجہ سے چلا رہے ہوں گے، مگر ان کی دہائی سننے والا کوئی نہ ہوگا۔ صرف اسی شخص کی پیاس بجھے گی جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے دستِ مبارک سے حوضِ کوثر سے پانی پلائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن وہب رح حضرت امام مالک رح کے شاگردِ خاص ہیں، یہ اپنی تصنیف "احوال یوم قیامہ" کسی سے سن کر بیہوش ہوگئے۔ اور اسی حالت میں اللہ کو پیارے ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون!

پل صراط:

صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی اس دن بیڑے پار ہوں گے۔ آخرت اور حشر کے حالات بڑے دہشت ناک اور منازل بڑی کٹھن ہیں۔ پل صراط بھی انہی میں سے ایک ہے۔ اس کی چڑھائی ایک ہزار سال کی، ایک ہزار سال کی برابر کی راہ اور ایک ہزار سال کی اترائی ہے، اس پل کے نیچے جہنم گرجے گا، آگ کے شعلے پہاڑوں کے برابر اٹھیں گے، شدت کی گرمی سے دماغ پگھلیں گے۔ خلقت مارے خوف کے چلائے گی، اس جگہ سنت کے مطابق کئے ہوئے نیک اعمال کام آئیں گے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب جنت والے جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخ والے دوزخ میں۔ موت ایک مینڈھے کی شکل میں لائی جائیگی۔ یہاں تک کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان

لاکر ذبح کر دیا جائیگا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا، اے جنت والو، اب موت نہیں ہے، اور اسے دوزخ والو، اب موت نہیں ہے۔ جنت والوں کو یہ سن کر خوشی پر خوشی زیادہ ہو گی اور دوزخ والوں کو رنج پر رنج زیادہ ہو گا۔ (مسلم شریف)

احوالِ جہنم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ فرماتے تھے، مجھے تعجب ہے کہ لوگ ہنستے ہیں حالانکہ انہیں دوزخ سے بچنے کا یقین نہیں ہے۔

دوزخ کی بیرونی گرمی کی کیفیت کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کی تپش باہر اتنی ہے کہ ہر شخص جو کہ جہنم سے پانچ سو سال کی راہ کی مسافت پر بھی کھڑا ہوگا، جہنم اس کو بھی کباب کر دے گی۔

مجرموں کو دوزخ میں جب ڈالا جائیگا تو انہیں پیاسا ہانکا جائیگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخیوں کو اس طرح ٹھونسا جائیگا جس طرح دیوار میں کیل گاڑا جاتا ہے تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ عذاب ہو سکے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کس چیز کے گرنے کی آواز ہے؟ ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، یہ ایک پتھر کے گرنے کی آواز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے منہ سے چھوڑا تھا جو اب ستر سال بعد دوزخ کی تہ میں پہنچا ہے، یہ اس کے گرنے کی آواز ہے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگو رویا کرو، اگر رو نہیں سکتے ہو تو رونے والی شکل بنا لو۔ کیونکہ دوزخ میں دوزخی اتنا روئیں گے کہ آنسوؤں سے ان کے چہرے پر نالیاں بن جائیں گی، روتے روتے جب آنسو نکلنے بند ہو جائیں گے تو خون بہنے لگے گا۔ جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ بھی بہنے لگیں۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب

اس شخص پر ہو گا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہنڈیا کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہو گا، وہ سمجھے گا کہ شاید مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے۔ حالانکہ اسے سب سے کم عذاب ہو رہا ہو گا۔

حضرت ابو الدرداءؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا، دوزخیوں کو بھوک اتنی لگا دی جائے گی جو تنہا اس عذاب کے برابر ہو گی جو ان کو بھوک کے علاوہ ہو رہا ہو گا۔ لہٰذا وہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے، ان کو ایسا کھانا دیا جائیگا جو گلے میں اٹکنے والا ہو گا، کانٹے دار ہو گا، جو انسان کو نہ موٹا کریگا اور نہ بھوک دور کرے گا، لہٰذا پینے کے لئے اگر کوئی چیز طلب کرے گا تو اسے کھولتی ہوئی پیپ دی جائے گی۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پیپ کا پانی جب دوزخی منہ کے قریب لے جائیگا تو وہ اس سے نفرت کریگا پھر اور قریب کریگا تو چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر پڑے گی۔ پھر جب اسے پئے گا تو انتڑیاں کاٹ ڈالے گا اور بالآخر پاخانے کے راستے باہر نکل جائیگا۔

جہنمیوں کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا اور ان کو لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے میں نے میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا؟ عرض کیا، جب سے جہنم کی پیدائش ہوئی، میکائیل نہیں ہنسے۔

صحیح مسلم میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جہنم کی اس روز ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے گھسیٹ رہے ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے تین آدمیوں کے بارے میں جہنم کا فیصلہ کیا جائیگا اور انہی کو جہنم میں جھونکا جائیگا۔

۱۔ وہ عالم دین جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ لوگ اسے بہت بڑا عالم خطیب سمجھیں۔

۲۔ سخی، جس نے صرف اپنی شہرت کیلئے لوگوں میں صدقہ خیرات کیا ہو گا۔

۳۔ وہ شہید جس نے جہاد صرف اس لئے کیا کہ لوگ اسے بہت بڑا بہادر اور جنگجو سمجھیں۔

اس حدیث کو جب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روایت فرماتے تو کبھی کبھی مارے خوف کے ان کی چیخیں نکل جاتیں اور اُن پر بیہوشی کا دورہ پڑ جاتا۔

دوزخ کے سات طبقے ہیں ہر ایک طبقے کے لئے مختلف گروہ مخصوص ہیں۔

۱۔ پہلا طبقہ جہنم میں گناہ گار مسلمان جو بلا توبہ مرے۔ انہیں اپنے گناہوں کی مقدار کے لحاظ سے ٹھہرا کر پھر نکال دیا جائے گا۔

۲۔ دوسرا طبقہ لظیٰ میں نصاریٰ جائیں گے۔

۳۔ تیسرا طبقہ حطمہ میں یہودی جائیں گے۔

۴۔ چوتھا طبقہ سعیر میں صابی جائیں گے۔

۵۔ پانچواں طبقہ سقر میں مجوسی جائیں گے۔

۶۔ چھٹا طبقہ جحیم میں مشرک جائیں گے۔

۷۔ ساتواں طبقہ ہاویہ میں منافق جائیں گے۔

آپ کی پسند جنت یا جہنم ؟

یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

آج عمل کا وقت ہے، حساب کا نہیں، کل حساب ہوگا عمل کا وقت نہ ہوگا۔

ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے اور ایک برائی دوسری برائی کو جنم دیتی ہے بعض دفعہ ایک لمحہ کی غفلت جہنم سے جانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ لوگ نیکی کی طرف اس لئے بھی نہیں آتے کہ ان کے اوپر اسلام کی طرف سے کچھ پابندیاں ہوتی ہیں مگر یہ پابندیاں اپنے اوپر عائد نہیں کرنا چاہتے اور محض اسی بنا پر اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا دیتے ہیں۔

جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے، ان کے آنے کا ایک ہی مقصد تھا کہ لوگوں کا تعلق مخلوق سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ جڑ جائے تاکہ موت کے بعد آنے والی تمام گھاٹیوں سے کامیاب و کامران ہو کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔

اگر آخرت میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہیں تو اس دن مقام شرم ہوگا جس کے چہرے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی زینت (داڑھی) تو نہ ہو مگر شفاعت کا امیدوار ہو۔

کیا اب بھی ہمارے راستے میں کوئی چیز روکاوٹ بنے گی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت سے محروم رہیں یا جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں، ان کا مذاق اڑائیں؟

مقام تعجب ہے کہ مرنے والے بے نماز، نماز جنازہ پڑھنے والے بے نماز، مزید یہ کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کو جنازہ کی دعائیں تک یاد نہیں۔ ایسے لوگ نماز جنازہ نہیں پڑھتے بلکہ اپنے مردہ بھائی کا مذاق اڑا کر آجاتے ہیں۔ آج ہم کسی کا مذاق اڑائیں گے تو کل ہمارا بھی اسی طرح مذاق اڑایا جا سکتا ہے، خدا سے ڈریئے، کیا یہی مسلمانی ہے؟ کیا اس حالت میں بھی ہم خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں؟ بے نماز قرآن مجید کی رو سے مشرک اور حدیث مبارکہ کی رو سے کافر ہے۔

جنت اور جہنم کی زندگی کا تصور ایک مثال سے کیا جا سکتا ہے، اگر زمین و آسمان کا خلا رائی کے دانوں سے بھر دیا جائے، پھر ایک پرندہ ایک ہزار برس بعد آکر ایک دانہ لے جائے، یہ تو ممکن ہے کہ زمین و آسمان کا یہ خلا ایک دن ختم ہو جائے مگر جنت اور جہنم والی زندگی ختم ہو جائے یہ ناممکن ہے۔